بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 7

شیخ الحدیث، مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رضوی چشتی
محدث اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے مختصر احوال و آثار

اُستاذُ المُحدّثین

تحریر

ابوکلیم فانی

ناشر: جماعت رضائے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) خانیوال

بفیضان کرم

جامع شریعت وطریقت، پاسبان مسلک احمد رضا

الحاج مولانا مفتی

ابوداؤد محمد صادق رضوی صاحب مدظلہ العالی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پاکستان گوجرانوالہ

برائے ایصال ثواب

والدین کریمین حاجی محمد اسلم رضوی

(صدر جماعت رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خانیوال)

قیمت: دعائے خیر بحق معاونین

(نوٹ): بیرونجات کے افراد ۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر درج ذیل پتہ سے حاصل کریں۔

المجید جیولرز

بلاک نمبر ۴ فریدی مارکیٹ خانیوال

معرفت محمد شکیل اختر رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ط

اس عالمِ ناپائیدار میں کسی کو ثبات و بقا حاصل نہیں...... کوئی آرہا ہے اور کوئی جا رہا ہے...... مگر بعض جانے والے ایسے ہوتے ہیں...... جو اس کرۂ ارضی پر اپنے...... ان مٹ نقوش...... اور حسیں یادگاریں چھوڑ جاتے ہیں...... جو آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے...... مینارہ نور ثابت ہوتے ہیں...... جن کی روشنی میں جادۂ حق کے مسافر...... قرب کی منزلیں طے کرتے ہیں...... گم گشتگانِ راہ...... راہ پاتے ہیں...... جو دارِ فانی سے چھپنے کے باوجود...... زندہ جاوید ہیں...... آج بھی ان کی قبر میں زندہ ہیں...... مثلِ زندگی آج بھی فیض رساں ہیں...... ان کے توسل سے دعائیں...... سہرۂ اجابت باندھتی ہیں"۔

ایسے ہی نفوسِ قدسیہ میں سے شیخ الحدیث کا اسم گرامی سرفہرست آتا ہے...... جن کی پاکیزہ و مطہر زندگی کا...... ایک ایک لمحہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے...... جو اخلاص، تواضع، زہد...... صبر، شکر، خوف، رجا...... توکل، رضا، فقر اور...... محبت کا ایک حسین مرقع تھے"۔

یہ آفتاب رشد و ہدایت ۱۹۰۴ء میں...... بٹالہ کی مردم خیز زمین پر طلوع ہوا...... جس سے گھر جگمگا اٹھا...... بٹالہ ہائی سکول سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد...... مزید تعلیم کیلئے داتا گنج بخش کی نگری پہنچے...... ایف۔اے کا دوسرا سال تھا...... ربّ کائنات کو کچھ اور ہی منظور تھا...... تقدیرِ الٰہی غالب ہوئی...... حزب الاحناف کا سالانہ جلسہ تھا...... جہاں دوسرے علماء کے علاوہ...... شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا بھی جلوہ فگن تھے...... جلسے میں حاضر ہوئے...... پہلی نگاہ حامد رضا کے خداداد حسن ملیح پر پڑی...... دل قابو میں نہ رہا

...... دل ودماغ پر اس کے اثرات مرتب ہوئے ...... سب کچھ بھول گئے ...... جذبہ صادقہ آپ کو منزل مقصود پر لے گیا ...... کہاں لے گیا ...... میخانہ بریلی لے گیا ...... جہاں احمد رضا کے فیضان کے چشمے پھوٹ رہے تھے ...... جہاں توحید کی مے پلائی جاتی تھی ...... جہاں عشق مصطفیٰ کے جام پلائے جاتے تھے ...... جہاں صحابہ واولیاء کی عظمتوں کا درس دیا جاتا تھا ...... جہاں الوہیت ورسالت ...... اور صحابیت وولایت پر تنقیص کرنے والوں کے ...... منہ میں لگام دی جاتی تھی ...... مولانا حامد رضا کی اس گوہر نایاب پر نظر پڑی ...... جو عنقریب آسمانِ رشد وہدایت پر ...... ایک نیّر تاباں بن کر چمکنے والا تھا ...... دونوں بھائیوں نے اپنی آغوش محبت میں لیا ...... تعلیم وتربیت کا آغاز ہوا ...... عرصہ گزرتا گیا ...... پھر یہ دُرِ نایاب مولانا امجد علی کے سپرد ہوا ...... جہاں آپ نے خواجۂ اجمیری کے شہر میں دار العلوم معینیہ میں ۸ برس رہ کر ...... علوم دینیہ کی تکمیل کی ...... دورہ حدیث کیا ...... صاحبزادگان کے حکم پر دوبارہ بریلی شریف آئے ...... دار العلوم منظر اسلام میں سلسلہ تدریس شروع کیا ...... ۵ سال تشنگانِ علوم کو سیراب کیا ...... پھر جامعہ رضویہ مظہر الاسلام بریلی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے ...... نہ کوئی منادی کی ...... نہ اشتہار شائع کیا ...... طالبانِ علم حدیث ...... دور دراز علاقوں سے آکر مستفیض ہونے لگے ...... میاں! جس کی منادی خود رب العزت ...... زمین وآسمان میں جبریل سے کرائے ...... اسے منادی کرانے کی کیا ضرورت ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے ...... تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے ...... میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں ...... تو بھی اس سے محبت کر ...... پھر جبریل اس سے محبت کرتے ہیں ...... پھر آسمانوں میں منادی کرتے ہیں ...... کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے ...... تم بھی محبت کرو ...... اس پر آسمان کے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں ...... پھر اسی طرح زمین والوں میں منادی کی جاتی ہے ...... اور اہلِ زمین اس سے محبت کرتے ہیں ...... اور وہ زمین والوں کے دلوں میں مقبول ہوجاتا

ہے''۔[۱] ...... وہ کون سا شہر ہے جہاں شیخ الحدیث کا شہرہ نہیں ...... وہ کون سا قصبہ ہے جہاں ان کا تذکرہ نہیں ...... وہ کون سی بستی ہے جہاں ان کا ذکر خیر نہیں''۔ ...... اس عہدہ پر متمکن ہو کر علم حدیث کی گرانقدر خدمت کی ...... اس دور میں بے شمار اہلِ علم نے آپ سے استفادہ کیا اور مقام عروج پر پہنچے۔

تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا ...... پاکستان معرض وجود میں آیا ...... آپ ہجرت فرما کر پاکستان آئے ...... چندروز سارو کی قیام فرمایا ...... پھر فیصل آباد جامعہ رضویہ مظہر الاسلام کی بنیاد رکھی ...... اور خود علم حدیث پڑھانا شروع کیا ...... درس کو وہ شہرت ہوئی کہ ہندوستان سے بھی باذوق طلباء آکر درسِ حدیث میں شریک ہوئے ...... اور فارغ ہونے کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں جاکر علمِ حدیث کی شمع روشن کی ...... اس طرح آپ کی نظر کیمیا سے ...... پاک وہند میں محدثین کی ایک جماعت پیدا ہوگئی ...... جن میں سے اب بھی بعض حضرات آپ کے اس مشن کو ...... آگے بڑھانے کیلئے شب وروز ...... کوشاں ہیں ...... ۱۹۴۵ء میں مفتیٔ اعظم ہند کی معیت میں ...... زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے ...... دوسری مرتبہ ۱۹۵۶ء میں اس سعادتِ عظمیٰ سے بہرہ ور ہوئے''۔

۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء یکم شعبان ۱۳۸۲ھ کو کراچی میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ...... یہ آفتاب علم وفضل تقریباً ۶۰ سال اپنے جلووں سے ...... عالم اسلام کو منور کرکے ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا ...... کراچی سے فیصل آباد ...... جسم مبارک کو تابوت میں لایا گیا ...... جب آپ کے جنازے کو لے کر سٹیشن سے گھر کی طرف روانہ ہوئے ...... تو سینکڑوں افراد نے مشاہدہ کیا ...... کہ تابوت کے اوپر ایک رحمت کا سایہ بھی ساتھ ساتھ چل رہا ...... آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ...... بہت سے بھٹکے ہوئے انسان راہ راست پر آگئے ...... کثیر تعداد نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی ...... پھر سنی رضوی جامع مسجد کے متصل ...... اس علم وفضل کے

[۱] مسلم کتاب البر والصلہ والادب صفحہ ۳۳۸ ر حصہ ۶ طبع لاہور۔

خزانے کو دفن کر دیا گیا۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گور کی نگہبانی کرے

☆ مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا بریلوی نے اپنے پر درد احساسات کو یوں منظوم فرمایا:۔

کیا کہوں میں ہائے کیا جاتا رہا — آہ دل کا حوصلہ جاتا رہا
موت عالِم کی جہاں کی موت ہے — زندگانی کا مزا جاتا رہا
اس زمانہ کا محدث بے مثال — جس کا ثانی ہی نہ تھا جاتا رہا
مولوی سردار احمد اٹھ گئے — لطف سارا درس کا جاتا رہا
غوث اعظم قطب اعظم کا غلام — نائب شاہِ رضا جاتا رہا
حضرت صدرالشریعہ کا وہ چاند — میرا مہر پُر ضیا جاتا رہا

☆ آپ نے مولانا شاہ سراج الحق چشتی گورداسپوری کے دست حق پرست پر بیعت کی......اور خرقہ خلافت پایا......علاوہ ازیں مولانا حامد رضا خاں اور مفتیٔ اعظم ہند سے بھی آپ کو......خلافت واجازت تھی۔

☆ شیخ الحدیث کیا تھے؟ وہ ایک مفسر، محدث، فقیہ اور فلسفی تھے۔

☆ وہ اپنے وقت کے رازی، سیوطی، امام ابن ہمام اور مولانا فضل حق خیر آبادی تھے۔

☆ وہ علوم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحیح وارث اور گنج گرانمایہ تھے۔

☆ وہ استاذ کل اور نابغۂ روزگار تھے۔

☆ آپ کا سینہ علوم ومعارف کا خزینہ تھا۔

☆ وہ خدا کی نعمت اور سراپا رحمت تھے۔

☆ آپ کا قلب محبت الٰہی اور عشق مصطفوی کا گنجینہ تھا۔

☆ جن کا دن ذکر رسول اور راتیں حق تعالیٰ کی جستجو میں کٹتی تھیں۔

☆ وہ سادگی کے دلدادہ اور نمود ونمائش سے کوسوں دور تھے۔

☆ وہ نہایت خلیق، ملنسار اور متواضع شخصیت تھے۔

☆ وہ خوش خلق اور پیکر صدق وصفا تھے۔

☆ وہ فخر مشائخ وعلماء اور امام وقت تھے۔

☆ جن کے چشمۂ صافی سے سینکڑوں افراد سیراب ہوئے، وہ رشک بخاری اور غزالی تھے۔

☆ وہ ہمہ وقت حسنِ مصطفیٰ کی تجلیوں میں گم رہتے تھے۔

☆ وہ غوث اعظم کے ایک عاشق صادق تھے جن کے ذریعے غوثیت کا فیضان حاصل ہوا۔

☆ آپ کی ذات ایک انجمن تھی جہاں بیٹھے پروانے جمع ہو گئے۔

☆ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک نشانی تھے۔ آپ کے چہرے کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا[۱] جو کہ آپ کی ولایت پر ایک دلیل تھی۔

☆ آپ آیت مبارکہ:۔

"محمد رسول اللہ والذین معه اشدآء علی الکفار رحماء بینهم"

کی عملی تفسیر تھے، اپنوں کیلئے رحم دل اور بے دینوں کیلئے ننگی شمشیر تھے۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر!
اب انہیں ڈھونڈ وچراغ رخ زیبا لے کر

سیاسی خدمات

مولانا محمد جلال الدین قادری لکھتے ہیں:

[۱] امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بعض) وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ (الادب المفرد صفحہ از امام بخاری م ۲۵۶ھ)

حضرت شیخ الحدیث کی زندگی میں غالب عنصر تدریس، تبلیغ اور دعوت وارشاد رہا، تحصیل تعلیم کی فراغت سے لے کر زندگی کے آخری دور تک سب سے بڑا وظیفہ یہی رہا۔ مدرس ومبلغ کیلئے تدریس وتبلیغ کے دائرہ کار سے ہٹ کر کسی اور طرف متوجہ ہونا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ (محدث اعظم پاکستان، ص ۷)

تاہم آپ نے تحریک پاکستان کیلئے حتی المقدور کوشش کی۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس نے مصروفیات کے باوجود آپ کو اپنے قلم سے یہ دعوت نامہ لکھ کر ارسال فرمایا۔

......آپ کی شرکت اس کانفرنس کی روح ہے ۲۶ اپریل کی شام یا ۲۷ کے دن بنارس میں رونق افروز ہوجایئے الخ۔

بریلی سے آپ، مفتی اعظم ہند، مولانا امجد علی ودیگر علماء کے ہمراہ کانفرنس کی تیاری فرمارہے تھے۔ کہ آپ کے پیدائشی گاؤں سے آپ کے چھوٹے فرزند محمد فضل رحیم کی وفات کی خبر بذریعہ تار وصول ہوئی۔ اس وجہ سے آپ کو گاؤں آنا پڑا۔ باوجود تیاری کے آپ بنارس سنی کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے۔ (محدث اعظم پاکستان، ص ۲۵،۲۶)

سنی کانفرنس کا اولین مقصد مسئلہ پاکستان تھا یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود مستحسن تھا ......آل انڈیا سنی کانفرنس کے علماء کے اس فتویٰ پر حضرت شیخ الحدیث نے تائیدی دستخط کئے (ایضاً ص ۲۹)

نیز تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ پنجاب نے ایک اشتہار شائع کیا تھا کہ مندرجہ ذیل علماء ومشائخ نے تحریک پاکستان کی حمایت کی ہے اس میں شیخ الحدیث کا بھی اسم گرامی تھا[1]۔ علاوہ ازیں پاکستان بننے کے بعد جب جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو آپ نے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں اس اجلاس میں شرکت کی (ایضاً ص ۱۵)

[1] (ماہنامہ فیضان، فیصل آباد، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء)

اک زمانہ معترف ہے آپ کے اوصاف کا

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

(سجادہ نشین سیال شریف)

حضرت محدث اعظم (علیہ الرحمۃ) کو فقیر تیس سال سے جانتا ہے اور فقیر ان کے چند مناظروں اور تقریروں میں بھی حاضر ہوا اور آپ کی بزرگی سے مجھ پر بہت بڑے عالیشان فوائد علمیہ ظاہر ہوئے...... میرے اس کہنے میں مبالغہ نہ ہوگا کہ شیخ معظم اپنے زمانہ میں یکتا وروزگار تھے...... آپ نے اعلاء کلمۃ الحق اور دین متین کی حمایت اور بد رسموں اور غلط مذہبوں کے مٹانے میں اپنی عمر شریف وقف کردی...... اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعمال حسنہ کا پھل آپ کو دکھایا، اللہ تعالیٰ آپ کی آرام گاہ کو ٹھنڈا کرے۔ (ہفتہ روزہ محبوب حق، لائل پور ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء)

پیر سید طاہر علاؤالدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (کوئٹہ)

مولانا العلامہ مولوی سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اہل سنت وجماعت کے علمائے پاکستان سے ایک بہترین فرد تھے۔ اور حضرت موصوف علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علامہ موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ اسی طرح وہ سیدنا غوث صمدانی، ہیکل نورانی سید عبدالقادر محی السنۃ والدین قدس اللہ روحہٗ کے محب ومرید تھے۔ علامہ مغفور نے مساجد اور مدارس دینیہ رضویہ کی تعمیر وترویج میں بڑی خدمات انجام دی اور سعی بلیغ فرمائی...... نیز آپ فقیروں اور معذوروں کے مددگار تھے...... اللہ تعالیٰ ان کی سیرت پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے...... میں اس پر ختم کرتا ہوں کہ

ہمارے سردار محمد مصطفیٰ پر افضل ترین درود اور پاکیزہ ترین سلام ہو''۔ (ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء)

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

جب شیخ الحدیث قدس سرہٗ کا تابوت کراچی سے فیصل آباد بذریعہ ٹرین لایا جارہا تھا۔ ملتان سے علامہ سید احمد سعید کاظمی کی معیت میں کافی احباب اور طلباء (جنازہ میں شمولیت کیلئے) حاضر ہوئے۔ (اور اسی ٹرین میں سوار ہوئے) علامہ نے تابوت والے ڈبہ میں جاکر فاتحہ پڑھی اور ان کے ہمرائیوں سے حضرت کے وصال کی کیفیات دریافت فرمائیں۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار الاسلام ملتان میں زیر صدارت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی (شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان) ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مولانا محمد سردار احمد رضوی چشتی علیہ الرحمۃ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

(محدث اعظم پاکستان صفحہ ۳۵۰، ۴۴۸، ۴۶۲)

طبع لاہور ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء جلد ۲

مولانا محمد جلال الدین قادری

(مصنف محدث اعظم پاکستان ۲ جلد و نوادرات ۲ جلد وغیرہ)

آپ کی زندگی میں عشق مصطفیٰ ایسا رچ بس گیا تھا کہ پوری زندگی اسوہ حسنہ کا حسین مظہر تھی۔ اخلاق و کردار کی ایسی عظمت بہت لوگوں کے حصہ میں آئی جو لوگ آپ کے اعتقادی طور پر مخالف تھے۔ اپنی مخالفت ...... بلکہ مخالفت میں شدت کے باوجود آپ کی ذاتی زندگی، سیرت و کردار میں عظمت کے قائل تھے۔ آپ کا بڑے سے بڑا مذہبی مخالف بھی

آپ کی سیرت کے کسی پہلو کو حرف تنقید نہ بنا سکا۔ **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء** ۔[1]

مولانا محمود احمد کانپوری (انڈیا)

(مولانا سردار احمد) کو شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان کے لقب و خطاب سے اہل علم یاد کرتے ہیں...... آپ مرشد طریقت بھی تھے، ہزار ہا افراد آپ سے داخل سلسلہ قادریہ ہوئے۔[2]

امام المناطقہ مولانا عطاء محمد بندیالوی قدس سرہٗ

مجھے شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا شرف ملاقات میسر رہا، وہ مسلم الثبوت علمی کمال رکھتے تھے۔ ہر فن میں امامت کے درجے پر فائز تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ دینی ادارے کارخانے کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں مدرس، خطیب، مفتی، مناظر، واعظ، سجادہ نشین اور پیشوا پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا سردار احمد قرونِ اولیٰ کے اسلاف کا نمونہ، محبت کا پیکر اور عشق رسول میں ان کا انگ انگ گندھا ہوا تھا۔ وہ تمام علوم عقلی و نقلی کو عشق رسول کے نمونہ میں دیکھتے تھے۔ انہوں نے اہل سنت کی بے پناہ فکری و عملی خدمت کی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے سچا نمونہ تھے، مجھے ان سے تعلقات پر فخر ہے۔[3]

مولانا عبدالحکیم شرف قادری

حضرت قبلہ شیخ الحدیث پیکر اخلاص، سراپا شفقت، باوقار، بارعب اور پرکشش شخصیت تھے، علوم و فنون کے بحرِ بے پایاں، زبردست مناظر، اور باکمال محدث تھے، انہیں

---

۱ نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ ۵۱ جلد اوّل۔

۲ تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ ۹۹ ناشر سنی دار الاشاعت فیصل آباد ۱۹۹۲ء)

۳ استاذ العلماء صفحہ ۱۹۲ طبع ۱۹۹۹ء

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی، اسی بے پناہ عقیدت کا اثر تھا کہ ان کا ہر قول وفعل شریعت وسنت کے مطابق ہوتا تھا۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی محبت عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔[1]

مفتی غلام سرور قادری (سابق مشیر مذہبی امور وفاقی شرعی عدالت)

حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان نے تھوڑے سے عرصہ میں جو کمال وعروج حاصل کیا اور پاکستان کے کونہ کونہ میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لہر دوڑا دی اور گستاخان نبوت کو سر چھپانے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ یہ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی، سرکار اوچ شریف اور دیگر ہندوپاک، بلکہ عرب وعجم کے بزرگوں کی روحانیت آپ کے ہمراہ ہونے کی وجہ سے تھا۔[2]

مجسمۂ جرأت واستقلال

مخالفین نے آپ کے خلاف...... مخالفتوں کے طوفان اٹھائے...... مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی...... امام احمد بن حنبل کی جرأت کو دوبارہ زندہ کیا...... جنہوں نے جسم پر کوڑے تو کھائے مگر دامن حق نہ چھوڑا...... آپ بھی دوران حج...... مصائب سے دوچار ہوئے...... مگر اپنے نظریئے سے سرمو نہ پھرے۔

ایک پرکشش شخصیت ومناظر

آپ کی شخصیت اس قدر پرکشش تھی کہ ایک دفعہ حاضری دینے والا ہمیشہ کیلئے...... دام محبت وعقیدت...... میں گرفتار ہو جاتا...... کئی ایک مخالفین آپ کے درس حدیث

۱ تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۱۵۱ طبع ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء لاہور

۲ نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ ۲۵ جلد اول

...... میں شامل ہوئے...... اور آپ کی زبان سے مسلک اہل سنت کے زوردار دلائل سن کر...... اس قدر متاثر ہوئے کہ...... بدعقیدگی سے تائب ہو کر...... مسلک اہل سنت کے مبلغ بن گئے۔

اظہار حق کیلئے قیام بریلی کے دوران حضرت قبلہ شیخ الحدیث نے مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور احمد نعمانی...... سے حفظ الایمان (از مولوی اشرف علی تھانوی)...... کی مشہور گستاخانہ عبارت پر...... ۲۰ محرم/۲۵ اپریل ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء...... کو ایک کامیاب مناظرہ کیا...... یہ مناظرہ چار دن جاری رہا...... اور فریق مخالف کو زبردست شکست فاش ہوئی۔[1]

خلوص وللّٰہیت

مدارس ومساجد بنانے میں بے حد دلچسپی رکھتے تھے...... جب کوئی عالم دین قدم بوسی کیلئے حاضر ہوتا...... اگر اس کے علاقے میں کوئی مدرسہ نہ ہوتا...... تو اس کو مدرسہ بنانے کی تلقین فرماتے...... اور حتی المقدور خود بھی چندہ عنایت فرماتے...... اگر کوئی جلسہ یا محفل میلاد کیلئے...... آپ سے وقت لینے آتا...... تو ہرگز اس سے کرایہ آمدورفت وصول نہ کرتے...... بعض مرتبہ تقریر ختم ہونے کے بعد...... انتظامیہ کی اپنی جیب سے مالی امداد فرماتے۔

لاہور جاتے...... حضرت سید معصوم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ نوری سے...... اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت کی تصانیف خریدتے...... اور فیصل آباد آ کر مفت تقسیم فرماتے...... ایک بار شاہ صاحب نے کہا حضور! آپ اتنی رقم کتابوں پر صرف کرتے ہیں...... فرمایا! شاہ صاحب اگر میں اور دوسرے احباب آپ سے کتابیں نہ خریدیں...... تو

۱ تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۱۵۰۔

یہ سلسلہ آگے کیسے بڑھے گا۔

آیئے! ہم بھی شیخ الحدیث کے اس مشن کو آگے بڑھائیں...... مجالس ذکر و فکر اور محافل میلاد...... منعقد کرنے کے علاوہ...... خصوصی طور پر دینی لٹریچر مفت تقسیم کر کے فکر اہل سنت کو گھر گھر پہنچائیں''...... اس معاملہ میں جماعت رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خانیوال سے رابطہ قائم کریں۔

مشاہدات

(۱)۔ مولانا محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... ایک مجلس میں شیخ الحدیث نے اپنے دست مبارک کو بلند کیا...... اور فرمایا، مولانا! آج تک یہ ہاتھ...... کسی بے دین سے مس نہیں ہوا۔ ا؎

(۲)۔ ایک دن درس حدیث شروع ہونے سے قبل...... ایک طالب علم نے ڈسک پر رکھی ہوئی ...... بخاری شریف پر گلاب کا پھول رکھ دیا چند لمحات کے بعد آپ تشریف لائے ...... اور فرمایا یہ پھول کس نے رکھا ہے...... ایک طالب علم نے اقرار کیا...... فرمایا! بیٹا بخاری شریف اسی قدر قابل احترام ہے...... کہ پھول کے اوپر بخاری شریف رکھی جائے۔

(۳)۔ فیصل آباد کا واقعہ ہے کہ ایک بار شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کسی دینی پروگرام سے واپس آرہے تھے...... رات کافی ڈھل چکی تھی...... تین مجسٹریٹ صاحبان گشت پر تھے...... آپ جب سواری سے اترے...... ان سے آمنا سامنا ہو گیا...... ان میں سے ایک نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا...... پھر دوسرے نے بھی ایسا کیا...... جب تیسرا مجسٹریٹ آپ سے مصافحہ کرنے لگا تو آپ نے فوراً...... دونوں ہاتھ بغلوں میں لے لئے...... جرأت کا اظہار

ا؎ اس واقعہ کی اس واقعہ سے تصدیق ہوتی ہے۔ آپ نے سید محمد معصوم نوری (م ۱۳۸۸ھ) کو ایک بار فرمایا: شاہ صاحب دو باتوں کے گواہ رہنا ایک یہ کہ فقیر حضور غوث پاک شہنشاہ بغداد کا غلام ہے دوسرے یہ کہ اس فقیر نے ساری عمر کسی بے دین و بدمذہب سے مصافحہ نہیں کیا (محدث اعظم پاکستان صفحہ ۳۴۱ جلد ۲)

کرتے ہوئے فرمایا...... فقیر گستاخ صحابہ سے مصافحہ نہیں کرتا''۔

''اے شیخ الحدیث تیری جرأتوں کو سلام''۔

سچ فرمایا شافع روز محشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

''اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله'' رواہ الطبرانی فی الکبیر

مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا۔

راقم کے ایک دوست جو کہ کینال آفس خانیوال میں ملازم تھے...... اور شیخ الحدیث کے زبردست معتقد تھے...... ایک محفل میں فرمانے لگے...... ایک دن کافی رات گزر چکی تھی...... دروازہ کھٹکا...... میں نے دروازہ کھولا...... میرے ایک دوست موجود تھے ...... کہنے لگے مجھے دوستوں کو پانی پلانے کیلئے گلاس کی ضرورت ہے...... میں نے شیشے کے گلاسوں میں سے ایک گلاس اٹھا کر انہیں دے دیا...... صبح کو وہ گلاس واپس دے گئے اور میں نے لے کر دوسرے گلاسوں میں رکھ دیا...... کچھ دن کے بعد معلوم ہوا...... کہ وہ جو گلاس لے گئے تھے اس میں انہوں نے شراب نوش کی تھی ...... میں بہت پریشان ہوا...... اور تمام گلاسوں میں سے یہ پتا لگانا انتہائی دشوار تھا کہ وہ کون سا گلاس ہے...... چند دن گزرے شیخ الحدیث خانیوال تشریف لائے ...... اور کینال آفس کی مسجد میں ان کا پروگرام ہوا حضور مسجد میں تشریف لائے ...... اور مجھ سے پینے کیلئے پانی طلب کیا...... میں گھر گیا اور گلاسوں میں سے ایک گلاس اٹھا کر پانی سے بھر کر لایا...... جب آپ کی خدمت میں پیش کیا...... تو برملا فرمایا...... بیٹا! ایسے گلاس میں پانی نہیں پیا کرتے...... میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ وہی گلاس ہے جو کہ مشکوک تھا۔

...... میں نے دوسرے گلاس میں دوبارہ پانی پیش کیا...... تو آپ نے بخوشی نوش فرمایا۔

سچ فرمایا شہنشاہ بغداد نے کہ جب مومن کا قلب کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے

تو وہ پھر کائنات کا اپنے قلب میں مشاہدہ کرتا ہے۔(غنیۃ الطالبین آخری صفحہ)

گلستان شیخ الحدیث کے مہکتے ہوئے پھول

آپ کے چشمہ صافی سے سینکڑوں افراد سیراب ہوئے جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جنہوں نے آپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور مسلک اہل سنت کی بے لوث اور گرانقدر خدمات انجام دی۔

۱۔ مولانا غلام رسول رضوی، سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد (شارح بخاری)

۲۔ علامہ عبدالمصطفیٰ الازہریؒ، سابق شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

۳۔ مولانا وقارالدینؒ سابق نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

۴۔ مولانا معراج الاسلام (مدظلہٗ) سابق شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ بھیرہ شریف

۵۔ مولانا محمد شریف رضوی، سابق شیخ الحدیث مدرسہ انوارالعلوم ملتان (آجکل جامعہ رضویہ بھکر کے مہتمم ہیں)۔

۶۔ مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ سابق ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ لاہور۔

۷۔ مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب رضوی مدظلہ العالی گوجرانوالہ۔

۸۔ مولانا مفتی شریف الحق امجدیؒ (انڈیا) شارح بخاری۔

۹۔ مولانا محمد صابر القادری نسیم بستویؒ (انڈیا)۔

۱۰۔ مولانا مفتی مجیب الاسلام اعظمی (انڈیا)۔

۱۱۔ مولانا علامہ عبدالرشید جھنگوی مدظلہ العالی۔

۱۲۔ مولانا محمد اشرف سیالوی، سابق شیخ الحدیث سیال شریف مدظلہ العالی۔

۱۳۔ مفتی مولانا اللہ بخشؒ واں بھچراں۔

۱۴۔ مولانا سید جلال الدین شاہؒ بھکی شریف۔

۱۵۔ مولانا معین الدین شافعی مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ فیصل آباد۔

۱۶۔ مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم خوشترؒ ماریشس (افریقہ)

۱۷۔ مولانا عبدالقادر شہید قدس سرہٗ فیصل آباد

۱۸۔ مولانا سید زاہد علی شاہ نوراللہ مرقدہٗ بانی جامعہ رضویہ نوریہ فیصل آباد

۱۹۔ مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی فیصل آباد (مصنف کتب کثیرہ)۔

۲۰۔ مولانا سید مقصود شاہ، سابق مدرسہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

۲۱۔ مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور، شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاولپور (مصنف کتب کثیرہ)۔

۲۲۔ مولانا محمد عنایت اللہؒ سانگلہ ہل (مشہور مناظر)۔

۲۳۔ مولانا محمد اشرف چشتی گولڑوی، صدر مدرس مدرسہ غوثیہ جیلانی مسجد جہانیاں

۲۴۔ مولانا ابوالفیض عبدالکریم مدرس مدرسہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں۔

۲۵۔ مولانا مفتی محمد حسین سکھر، سابق مہتمم مدرسہ رضویہ سکھر۔

۲۶۔ مولانا منظور احمدؒ جنڈاں والا (مشہور مدرس)۔

۲۷۔ مولانا حافظ احسان الحق، سابق صدر مدرس جامعہ امینیہ فیصل آباد۔

۲۸۔ مولانا منظور حسینؒ فیصل آباد، مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔

۲۹۔ مولانا عبدالرشید رضویؒ سمندری۔

۳۰۔ مولانا محمد عبداللہ سرگودھویؒ (مشہور مدرس)۔

۱۳۔ مولانا محمد نواز صاحب کندیاں۔

۳۲۔ مولانا محمد افضل ایم اے (کوٹلوی) سابق مدرس جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد۔

الحمد للہ رب العالمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

نذرانہ عقیدت

بحمد اللہ کیا شہرہ ہوا سردار احمد کا — کہ ایک عالم فدائی ہوگیا سردار احمد کا
زبان خلق سے حق نے کیا اعلان سرداری — جبھی تو آج ڈنکا بج رہا سردار احمد کا
جہاں کل چھائی تھیں کالی گھٹائیں آج دیکھو تو — وہاں پھیلا ہے کیسا چاند نا سردار احمد کا
کہاں ہیں رہزنانِ دین ناکوں سے چنے چابیں — کہ ناکوں پر ہے قبضہ جا بجا سردار احمد کا
تہلکہ مچ گیا ہلچل پڑی تھرا گئے منکر — پھریرا جس گھڑی اڑنے لگا سردار احمد کا
نکھر جاؤ جنہیں اے بے سرو! سردار ہونا ہے — کہ دریائے کرم ہے بہہ رہا سردار احمد کا
نظر سے رات دن دولہا براتوں کے گزرتے ہیں — مگر ضرب المثل سہرا سجا سردار احمد کا
خداوندا مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ — ستارا اوج پر ہو دائما سردار احمد کا
الٰہی مبتدی جتنے بھی آئیں منتہی جائیں — رہے یہ سلسلہ جاری سدا سردار احمد کا
ارے ایوبؔ دیکھا مظہر الاسلام کا منظر — کہ مرجع خلق کا ہے مدرسہ سردار احمد کا

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)



ایک ضروری گزارش

محفل میلاد، محفل گیارہویں، محفل سوئم، محفل چہلم اور محفل عرس کے موقع پر تقریر و تبرک کے علاوہ ایصال ثواب کیلئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور دیگر علمائے اہل سنت کی تصانیف بھی خرید کر مفت تقسیم کریں، یہ ایک بہترین صدقہ جاریہ بھی ہے اور مذہب کی اشاعت بھی۔

اس مقصد کیلئے جماعت رضائے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) خانیوال سے رابطہ قائم کریں اور بھرپور مالی تعاون فرمائیں۔

شکریہ